دہشتگردی کے سدباب میں قاعدہ سدذرائع سے استفادہ

Prevention of Terrorism by utilizing the Principle of Islamic law" Sadd al Zarai"

Muhammad Ameenuddin *
Noor Hayat Khan **

Astract
Terrorism is a plague that has widespread occurrence in contemporary world. According to Islamic teachings, terrorism, in all its forms is condemnable because Islam is the religion of peace security and love which is derived from the root word "salam" meaning peace and obedience. It is crystal clear that this “Din” of peace and tranquility does not allow any kind of terrorism. In such circumstances, there is a dire need to present the true spirit of Islam and its justice system. This paper presents detailed arguments and evidence to control and prevent the causes of terrorism. The solution to this problem is described in the light of the principle of Islamic jurisprudence “Sadd ul Zarae". Sadd ul Zarae is one of an effective tool for eliminating crime in Islamic law. This principle can keep away the offender from committing a crime and eliminating the sources of terrorism from society because this principle not only encourages the elimination of the causes of crime and the blocking of its paths but also sets forth the rules and regulations for its prevention in precautionary arrangements. It is hoped that it would pave way for further research in the field.
Keywords: Terrorism, Islamic jurisprudence, “Sadd ul Zarae".

دہشت گردی دور حاضر کی کثیر الاستعمال اصطلاح ہے، جو ایک ایسا قبیح عمل ہے، جس نے پوری دنیا کو دہشت زدہ اور بدامنی کا شکار کیا ہوا ہے۔ بہت سے بے گناہ لوگ اس کی وجہ سے قتل ہوئے ہیں۔ لاکھوں کروڑوں کے املاک بھی تباہ ہو گئے ہیں۔ پاکستان کی بات کی جائے تو اس وقت یہ سب سے بڑا مسئلہ اور ایک ناسور ہے، جس نے پاکستان میں تمام شعبہ ہائے زندگی کو بری طرح متاثر کیا۔

مساجد، عبادت گاہیں، درگاہیں، تفریح گاہیں، حتی کہ تعلیمی ادارے اس کی وجہ سے غیر محفوظ ہو گئے۔ ملک کی اقتصادی حالت نہ صرف ابتر ہوئی بلکہ بے روزگاری کی شرح میں خاطر خواں اضافہ ہوا۔

ملک بھر میں شہریوں کے تحفظ کی راہ میں 2002ء تا ستمبر 2017 تقریبا چار ہزار پولیس اہلکار اپنی جانیں قربان کر چکے۔ سندھ میں تقریبا 1500، خیبر پختونخوا میں 1457، بلوچستان میں 450، پنجاب میں 370 اور فاٹا، گلگت بلتستان اور آزاد و جموں کشمیر میں اب تک کئی پولیس اہلکار شہید ہو چکے۔[1]

دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستانی قوم کی جان ومال کی جو قربانیاں دنیا کے سامنے ہیں۔ اے پی ایس کے دل سوز اور دل خراش واقعے نے پاکستانی قوم میں دہشت گردی کے خلاف تاریخ ساز وحدت کو فروغ دیا۔

پاکستان کے علاوہ دہشت گردی میں سب سے زیادہ ہلاکتیں عراق، افغانستان، نائجیریا، روہنگیا اور شام وغیرہ میں ہوئی ہے، جبکہ گلوبل

* Ph.D Research Scholor, Department of Islamic Studies, NUML University, Islamabad.
** Associate Professor, Department of Islamic Studies, NUML University, Islamabad.

ٹیررارزم انڈکس میں امریکہ 36ویں، برطانیہ 34ویں، روس 30ویں اور فرانس 29ویں نمبر پر ہے۔"[2]

دہشت گردی کی لغوی تعریف:

دہشت گردی میں دہشت اور گردی دونوں الفاظ فارسی الاصل ہیں، جس کے لفظی معنی دہشت پھیلانے اور خوف زدہ کرنے کے ہیں۔ عربی زبان میں دہشت گردی کو لفظ "ارھاب" سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور دہشت گرد کو "ارھابی" کہا جاتا ہے۔ انگریزی زبان میں دہشت گرد کے لیے(terrorist)اور دہشت گردی کے لیےterrorismکالفظ مستعمل ہوتا ہے۔ ابن منظور لکھتے ہیں:

"تشتق كلمة إرهاب من الفعل المزيد (أرهب) ؛ ويقال أرهب فلانا: أي خوفه وفزعه،وهو المعنى نفسه الذي يدل عليه الفعل المضعف (رهب). أما الفعل المجرد من المادة نفسهاوهو (رهب)، يرهب رهبةً ورهبًا،ورهبًا، فيعني: خاف، فيقال:رهب الشيء رهباً ورهبةً: أيخافه. والرهبة: الخوف والفزع. أما الفعل المزيد بالتاء وهو (ترهب) فيعني انقطع للعبادةفي صومعته، ويشتق منه الراهب"۔[3]

لفظ ارھاب (دہشتگردی) فعل مزید ارھب سے مشتق ہے جیسے کہا جاتا ہے "ارھب فلانا" یعنی فلاں شخص کو ڈرایا دھمکایا، اسی معنیٰ پر رھب کا فعل بھی دلالت کرتا ہے اسی طرح رھب کا معنیٰ وہ ڈرایا اس نے خوف کھایا اور الرھبۃ کا معنیٰ ڈرنا اور ترھب کا معنی یہ کہ وہ اللہ کی عبادت کے لئے تمام دوسرے لوگوں سے کٹ گیا اور اسی لئے لفظ راھب استعمال کیا جاتا ہے۔

دہشت گردی کی اصطلاحی تعریف:

اصطلاح میں اس کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں جن میں سے چند حسب ذیل ہیں:

ہارڈمین(Hardman)اس کی تعریف یوں کرتے ہیں:

"Terrorism is a term used to describe the method or the theory behind the method whereby an organized group or party seeks to achieve its avowed aims chiefly through the systematic use of violence. Destruction of property and machinery or the devastation of land may in the specific cases be regarded as additional forms of terroristic activity".[4]

دہشت گردی ایک ایسی اصطلاح ہے جس کا استعمال اس طریقہ کار میں ہوتا ہے جہاں ایک منظم گروہ یا جماعت منظم طریقے سے تشدد کے ذریعے اپنے مطلوبہ مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ املاک کو تلف کرنا، انسانی آبادی کو تباہ کرنا یا اجاڑنا دہشت گردانہ سرگرمیوں کی اضافی شکل سمجھا جاسکتا ہے۔

وکٹر والٹر(Victor Walter)دہشت گردی کی تعریف کرتے ہیں:

"An act or threat of violence which causes an emotional reaction, and produces social effects. A similarly structured "siege of terror"is the attempt to destroy an authority system by creating extreme fear through systematic violence."[5]

دہشت گردی سے مراد "تشدد کا ایسا فعل یا دھمکی ہے جس سے جذباتی رد عمل اور معاشرتی اثرات پیدا ہوں۔اسی طرح منظم "دہشت گردی کا محاصرہ "منظم تشدد کے ذریعے جو انتہائی خوف پیدا کر کے کسی اتھارٹی کے نظام کو تباہ کرنے کے لئے کی جائے۔

سد ذرائع کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم:

سد ذرائع مرکب اضافی ہے جو دو کلمات سد اور ذرائع سے بنا ہے۔سد ذرائع کی تعریف سے پہلے دونوں کو علیحدہ علیحدہ جاننا ضروری ہے۔

سد کا لغوی معنی:

لفظ "سد "مصدر ہے جس کی جمع أسدۃ اور سدود ہے سین کو فتح اور ضمہ دونوں طرح سے پڑھا جاسکتا ہے۔[6]

ماہر لغت زجاج[7] لکھتے ہیں کہ: "ما كان مسدودا خلقة فهو سد، وما كان من عمل الناس فهو سد۔[8]

یعنی جو چیز پیدائشی طور پر بند ہو تو اسکا اعراب "سد "ہو گا اور جو چیز لوگوں کے عمل کے نتیجے میں بند ہو تو اسے "سد "پڑھا جائے گا، جس کی تائید حسب ذیل قرآنی آیت سے ہوتی ہے:

حتى إذا بلغ بين السدين وجد من دونهما قوما لا يكادون يفقهون قولا [9]

اس آیت میں " السدين" اور "السدين "دونوں طرح کی قرآءت کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

لفظ "سد "کے بارے میں احمد بن فارس لکھتے ہیں کہ: لفظ "سد "میں سین اور دال حروف اصلی ہیں۔[10]

اور ابن منظور اس کا معنی لکھتے ہیں:" إغلاق الخلل وردم الثلم"-[11]یعنی کسی شگاف اور رخنہ کو بند کرنا۔

لفظ "سد "مختلف معانی میں مستعمل ہے، جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

۱-روکنا اور منع کرنا:

جب کوئی شخص کسی کو بات کرنے سے منع کرتا ہے، تو کہا جاتا ہے:

" سددت عليه باب الكلام سدا"۔[12]

اور جب کوئی گروہ گمراہ ہو جاتا ہے، تو کہا جاتا ہے"إن الله تعالى سد عليهم طرق الهدى"[13]

۲-مطلق بند کرنا:

جیسے کوئی شخص کسی چیز کو بند کرتے وقت کہتا ہے سددت الشيء سدا۔[14]

۳-رکاوٹ کے معنی میں[15] جیسے ارشاد باری تعالی ہے:

قالوا يا ذا القرنين إن يأجوج ومأجوج مفسدون في الأرض فهل نجعل لك خرجًا علىٰ أن تجعل بيننا وبينهم سدا[16]

انہوں نے کہا: اے ذوالقرنین! بیشک یاجوج اور ماجوج نے زمین میں فساد بپا کر رکھا ہے، تو کیا ہم آپ کے لئے اس (شرط) پر کچھ مال (خراج)

مقرر کردیں کہ آپ ہمارے اوران کے درمیان ایک رکاوٹ (بلند دیوار) بنادیں۔

اسی طرح سورہ یاسین میں اللہ تعالی نے فرمایا:

وجعلنا من بين أيديهم سدا ومن خلفهم سدا فأغشيناهم فهم لا يبصرون [17]

اور ہم نے ان کے آگے سے (بھی) ایک دیوار اوران کے پیچھے سے (بھی) ایک دیوار بنادی ہے، پھر ہم نے ان (کی آنکھوں) پر پردہ ڈال دیا ہے سووہ کچھ نہیں دیکھتے "مذکورہ دونوں آیات میں "سدا" رکاوٹ اور دیوار کے معنی میں آیا ہے۔

۴-اونٹنی کے معنی میں: السد والذريعة أو الدريئة اونٹنی کے لئے بھی آتا ہے، کیونکہ شکاری اس کے پیچھے چھپ کر شکار کو دھوکہ دیتا ہے اور پھر شکار کرتا ہے۔[18]

مذکورہ وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ "سد" عربی میں منع، رکاوٹ، اور بند کرنے کا مفہوم دیتا ہے۔

ذرائع لغت میں:

اس کا مادہ اشتقاق "ذرع" اور باب ذرع يذرع ذرعا ہے۔اس کے اصلی حروف ذ-ر-ع ہیں جو کھینچاؤ، وسعت اور حرکت پذیری پر دلالت کرتے ہیں،اس لفظ کے دیگر معانی بھی اسی مذکورہ مفہوم کے گرد گھومتے ہیں"[19]۔اور "ذرع" کا اصل معنی ہاتھ پھیلانے کے ہیں[20]۔مثلا جب کوئی کام وسعت پر مبنی ہو: تو اس کے لئے "أمر ذريع" بولا جاتا ہے۔اس لئے جب کوئی شخص تیرنے کے وقت اپنے بازو پھیلاتا ہے، تو کہاجاتا ہے کہ :ذرع الرجل في سباحته ذريعاً ، جبکہ دونوں بازوؤں کو حرکت دینے کے لئے "التذريع في المشي" استعمال ہوتا ہے،اور جب کوئی دوڑتے وقت دونوں بازوؤں کو حرکت دے کر ان سے سہارا بھی لے تو اس وقت اسے" ذرع بيديه تذريعا "کے الفاظ سے تعبیر کیاجاتاہے۔[21]

علاوہ ازیں اگر لفظ" الذراع"کو کسرہ کے ساتھ پڑھاجائے تو اس سے کہنی سے بیچ کی انگلی کا حصہ مراد لیاجاتاہے۔[22]

اسی طرح جب اونٹ اپنے بازوؤں تک تھوڑے پانی میں اترتاہے تو اس وقت بولا جاتاہے:

" تذرعت الإبل الكرع "۔[23]

لغت میں لفظ "ذریعہ" کئی معنوں میں مستعمل ہے۔ان میں چند ایک معانی یہ ہیں:

ا۔بمعنی وسیلہ: جب کوئی شخص کسی چیز تک پہنچنے کے لئے کسی کو وسیلہ بناتاہے، تو کہاجاتاہے:

"وقد تذرع فلان بذريعةٍ، أي توسل"۔[24]

۲-سبب: ذریعہ سبب کے معنی میں بھی آتاہے مثلاجب کوئی کہتاہے کہ: " فلان ذريعتي إليك" تو اس کا مطلب ہوگا: کہ تجھ تک رسائی کے لئے فلاں شخص میرا سبب بنا۔[25]

یہ معنی ہر اس مفہوم کے ساتھ مربوط متصور ہوگا جو غیر تک رسائی میں سبب بنتا ہے، اس کی مشروعیت اور عدم مشروعیت سے قطع نظر ہو کر کیونکہ یہ خصوصیت احکام شرعیہ کی ہوا کرتی ہے۔[26]

۳- "الدريئة" یعنی ایسی اونٹنی کے معنی میں جس کے ذریعے سے یا پیچھے شکاری چھپ کر شکار کرتا ہے۔[27] ابن اعرابی[28] نے کہا

"سمي هذا البعير الدريئة والذريعة، ثم جعلت الذريعة مثلاً لكل شيء أدنى من شيء وقرب منه ،وأنشد: وللمنية أسباب تقربها، كما تقرب للوحشية الذرع"[29]۔

اونٹ کو "الدريئة اور الذريعة" سے بھی موسوم کیا گیا ہے اور پھر لفظ ذریعہ کو ہر اس چیز کے لئے بطور مثل استعمال کیا جانے لگا جو چیز کسی دوسری چیز کے ساتھ قربت کے درجے میں ہو جیسے مذکورہ بالا شعر میں شاعر کہتا ہے کہ موت کے اسباب مقرر ہیں جو اس کے قریب کر دیتے ہیں، جیسے کہ اونٹ کو جنگلی جانور کے قریب کر دیتے ہیں، شعر میں محل استشہاد " الذرع" اونٹ آیا ہے کیونکہ جب اونٹ شکار کے قریب ہو جاتا ہے، تو شکاری اونٹ کے پیچھے چھپ کر، شکار کرتا ہے، اسی وجہ سے اونٹ کو الدريئة، الذريعة"اور الذرع" سے موسوم کیا گیا ہے اور یہی اسکی وجہ تسمیہ ہے۔

۴-رسی اور پھندہ:

لفظ ذریعہ رسی اور پھندہ کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے، کیونکہ شکاری نیزہ اور تیر کے پھینکنے سے قبل رسی یا پھندہ کو استعمال میں لاتا ہے اور پھر شکار کرتا ہے[30] اور یہی حصول شکار کے ذرائع ہیں۔

مذکورہ بالا توضیح سے معلوم ہوا کہ عربی میں لفظ "ذریعہ "سبب، وسیلہ، حیلہ اور کسی چیز سے قریب یا مخفی ہونے کے معنی میں استعمال ہوتا رہتا ہے۔ بناء بریں لغوی طور پر سد ذرائع سے مراد ہوگا:

وسائل کی راہ کو مسدود کرنا یا کسی ایسے کام سے روکنا جو کسی دوسرے کام کے حصول کا ذریعہ ہو، اس بات سے قطع نظر ہو کر کہ فی نفسہ وہ کام اچھا ہے یا برا، نیک ہے یا بد، نقصان دہ ہے یا مفید۔

سد ذرائع کی اصطلاحی تعریف:

سد ذرائع کی مختلف تعریفات فقہاء اور اصولیین نے اصطلاحا کی ہیں، ان میں سے مضمون کی مناسبت سے چند اہم تعریفات حسب ذیل ہیں:

سید عبدالکریم زیدان لکھتے ہیں کہ:

"الذرائع :هی الوسائل ؛والذريعة :هی الوسيلة والطريق الى الشئ ،سواء أكان هذا الشی مفسدة أو مصلحة قولا أو فعلا و لكن غلب إطلاق اسم (الذرائع) على الوسائل المفضية إلى المفاسد ،فاذا قيل:هذا من باب سد الذرائع فمعنى ذالک :انه من باب منع الوسائل المؤدية الى المفاسد"۔[31]

"ذرائع "کا اطلاق وسائل پر ہوتا ہے اور ذریعہ : سے مراد وہ وسیلہ اور راستہ ہے جو کسی چیز تک رسائی کا موجب ہو، خواں وہ چیز مبنی بر مفسدہ ہو

یا مبنی بر مصلحہ، قولا ہو یا فعلا، لیکن غالب میں ذرائع کے اسم کا اطلاق ان وسائل پر ہوتا ہے جو مفاسد تک پہنچاتے ہیں، جب یہ کہا جاتا ہے کہ: فلاں چیز سد ذرائع میں سے ہے تو اسکا مطلب یہ ہوتا ہے کہ :اس چیز کا تعلق ان وسائل و اسباب کو روکنے سے ہے جو مفاسد تک پہنچاتے ہیں"۔

ڈاکٹر وہبہ الزحیلی لکھتے ہیں:

"والذرائع في مجال الأحكام الشريعة ذو حدين: سد الذرائع: ومعناه الحيلولة دون الوصول إلى المفسدة إذا كانت النتيجة فسادا؛لان الفساد ممنوع ؛ وفتح الذرائع:معناه الأخذبالذرائع إذا كانت النتيجة مصلحة ؛لان المصلحة مطلوبة"[32]۔

"احکام شرعیہ میں ذرائع کا اعتبار دو طرح سے ہوتا ہے: پہلی صورت کو سد ذرائع کہتے ہیں، اور اسکا معنی یہ ہے کہ مفسدہ میں پڑے بغیر، کسی ایسی چیز کی روک تھام کرنا جس کا نتیجہ فساد پر مبنی ہو؛ کیونکہ فساد کی ممانعت ہے؛ دوسری صورت کو فتح ذرائع کہتے ہیں، اور اسکا معنی یہ ہے کہ ایسے ذرائع کو بروئے کار لانا، جس کا نتیجہ مصلحت پر مبنی ہو؛ کیونکہ مصلحت مطلوب ہے"۔

سد ذرائع کی تعریف کرتے ہوئے، مصطفی احمد زرقاء لکھتے ہیں:

"منع الطرق التى تؤدى إلى إهمال أوامر الشريعة أو الاحتيال عليها،أو تؤدى إلى الوقوع فى محاذيرشرعيةولوعن غير قصد"۔[33]

"سد ذرائع سے مراد ہے ان تمام راستوں کو بند کرنا اور ان راہوں کو مسدود کر دینا جو احکام شریعت کے ترک کر دینے یا ان میں حیلہ اختیار کر لینے کا سبب بنتے ہیں اور بالآخر شریعت کے ممنوعات کے ارتکاب کا پیش خیمہ بن جاتے ہیں، اگرچہ کسی ممنوع امر کا ارتکاب بلاارادہ ہی سرزد ہوا ہو"۔

علامہ قرطبیؒ سد ذرائع کے تحت لکھتے ہیں:

"عبارة عن أمر غير ممنوع لنفسه يخاف من ارتكابه الوقوع فى ممنوع"-[34]

"کسی ایسے کام کو سرانجام دینے سے منع کرنا جو فی نفسہ ممنوع نہ ہو لیکن اس کی ادائیگی سے کسی ممنوع کام میں وقوع کا اندیشہ ہو"۔

علی حسب اللہ[35] لکھتے ہیں کہ:

"و المقصود بسد الذرائع منع ما يجوز من ذلك اذا كان موصلا الي مالا يجوز "[36]

"سد ذرائع سے مراد یہ ہے کہ کسی ایسے کام سے منع کرنا جو بذات خود جائز ہو لیکن اس کی ادائیگی سے کسی ناجائز کام کا ارتکاب لازم آتا ہو"

ابن عرفہ[37] لکھتے ہیں:

" فسد الذرائع هو الامتناع ممالم ينه عنه خشية الوقوع فيما نهى عنه"-[38]

"منھی عنہ کے ارتکاب کے خوف سے، کسی ایسے کام سے منع کرنا جو بذات خود ممتنع نہ ہو"۔

ابن عربی اس کے تحت رقمطراز ہیں:

"هو كل عقد جائز في الظاهر يؤول أو يمكن أن يتوصل به إلى محظور"[39]۔

"سدالذرائع سے مراد ظاہری طور پر ہر وہ جائز عقد ہے، جو حرام اور ناجائز کام تک رسائی کا وسیلہ ہو"

مفتی محمد شفیع اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

"بعض چیزیں اپنی ذات میں ناجائز یا ممنوع نہیں ہوتیں لیکن جب یہ خطرہ ہو کہ ان چیزوں کے اختیار کرنے سے کسی حرام یا ناجائز کام میں مبتلا ہو جائے گا تو اس جائز چیز کو بھی روک دیا جاتا ہے، بالفاظ دیگر ایسی جائز باتوں سے روکنا جن کے ذریعے کسی ناجائز کام کے ارتکاب کا خطرہ ہو۔ اسی کا نام اصول فقہ کی اصطلاح میں سد ذرائع ہے"۔[40]

ڈاکٹر فتحی الدرینی[41] یوں رقمطراز ہے:

"منع المشروع إذا أضحى وسيلة الى الشئى المحرم أو الممنوع شرعا"۔[42]

"کسی ایسے مشروع کام سے منع کرنا، جو شرعی طور پر حرام اور ناجائز کام کا وسیلہ ہو"۔

مذکورہ بالا تعریفات کی روشنی وہ تمام جائز ذرائع اور مشروع وسائل، جو احکام شریعت میں تعطل پیدا کرتے ہوں یا محرمات کے ارتکاب کا پیش خیمہ بنتے ہوں، اگرچہ کسی ممنوع امر کا ارتکاب بلاارادہ ہی سرزد ہوا ہو۔ ان کی راہ کو بند کرنا اور ان کا سد باب کر دینا ہی سد ذرائع ہے۔

سد ذرائع سے استفادہ کے امکانات:

اسلام انفرادی و اجتماعی سطح پر، تمام شعبہ ہائے زندگی میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اسلام کا دستور العمل انسانی زندگی کے نہ صرف فکری جہتوں کی تربیت کو ملحوظ رکھتا ہے بلکہ عملی طور پر ایک ایسے اسلامی معاشرے کی تشکیل کرتا ہے، جو امن و سلامتی کا گہوارہ ہو، جس میں دینی، اخلاقی، معاشرتی، معاشی اور تہذیبی اقدار یکساں طور پر نشو و نما پا سکیں۔ جس میں عدل و انصاف کا بول بالا ہو اور شر و فساد کے آثار کا خاتمہ ہو، اسلام اپنے ہر فرد کے عقیدہ، اس کی عزت، اس کی جان، اس کی عقل اور اس کے مال کے تحفظ کی ضمانت دیتا ہے اور اس کے حقوق پر کسی قسم کی دست درازی کو سنگین گناہ اور جرم قرار دیتا ہے جیسے کہ حج اکبر کے دن آپ ﷺ نے فرمایا:

"فإن دماءكم، وأموالكم، وأعراضكم بينكم حرام، كحرمة يومكم هذا، في شهركم هذا، في بلدكم هذا، ألا لا يجني جانٍ إلا على نفسه، ولا يجني والد على ولده، ولا مولود على والده "۔[43]

"پس بیشک تمہارا خون، تمہارے اموال، تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر اس طرح حرام ہے جیسے کہ اس دن کی حرمت اور اس شہر کی حرمت، خبردار! کوئی بھی جرم کرنے والا اپنے سوا کسی اور پر جرم نہیں کرتا۔ کوئی جرم کرنے والا اپنے بیٹے پر یا کوئی بیٹا اپنے باپ پر جرم نہیں کرتا۔

اسلام نہ صرف ایسے جرائم کا خاتمہ کرتا ہے، بلکہ ایسے ذرائع کو بھی مسدود کرتا ہے، جو شر اور فساد کے فروغ میں مدد دیں،

جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

"وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان"۔ [44]

"اور نیکی اور پرہیزگاری (کے کاموں) پر ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم (کے کاموں) پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو"۔

علامہ قرطبیؒ رقمطراز ہیں کہ:

"اعلم ان الاصل الفواحش والمعاصي حرام في جميع الشرائع من لدن آدم عليه السلام الى عهد سيد الانبياءخاتمهم صلى الله عليه وسلم بل في عامة الاحزاب الذين ينتمون الى مذهب وملة يدينون بحرمت الفواحش ومن خصوصيات شريعة سيدنا ونبينا صلى الله عليه وسلم أنه حرم فيها دواعي الفواحش وذرائعها ايضا"۔[45]

"یہ بات ذہن نشین رہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے آخر الزماں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک جتنے انبیاء ورسل آئے سب کی شریعت میں معاصی وفواحش حرام تھے لیکن معاصی وفواحش کے ذرائع حرام نہ تھے: لیکن شریعت محمدی کی خصوصیت ہے کہ اس میں جہاں معاصی وفواحش کو حرام کیا گیا وہیں ان تک پہنچانے والے ذرائع واسباب کو ممنوع قرار دیا گیا اور ذرائع پر بھی وہی حکم لگایا گیا جو اصل کا حکم تھا"۔

علامہ ابن قیم اس کی حکمت پر روشنی ڈالتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"اگر معاصی اور محرمات سے اللہ تعالیٰ روک دیتا اور ان ذرائع پر روک نہ لگاتا تو اس کا صاف مطلب یہ ہوتا کہ ایک طرف معاصی سے تو روکا گیا لیکن دوسری طرف معاصی پر آمادہ کرنے والی چیزوں کو بحال رکھا اور ظاہر ہے کہ اس کی وجہ سے بار بار معاصی کا ارتکاب ہوتا، جو اللہ تعالیٰ کی حکمت کاملہ اور اس کے ہمہ گیر علم کے سراسر منافی تھا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اصل کو حرام قرار دینے کے ساتھ اس کے ذرائع کو بھی حرام کر دیا"۔[46]

اسلام نے جرائم کے خاتمے کے لیے جو اقدامات کیے ہیں، ان میں سے ایک مؤثر ذریعہ فقہ الجنایات[47] میں حدود وتعزیرات کا نظام ہے اس لئے کہ جنایات میں تعزیری قوانین کا مقصد جرائم کے وقوع سے قبل ان کا انسداد ہوتا ہے جس میں درحقیقت سد الذرائع کا اصول کارفرما ہوتا ہے۔ سد الذرائع جرائم کے وقوع پذیر ہونے کے اسباب وعوامل کو ختم کرنے اور ان کی راہوں کو مسدود کرنے کی نہ صرف ترغیب دیتا ہے، بلکہ اس کے انسداد کے لئے ایسے اصول وضوابط کا تعین بھی کرتا ہے جو مجرم کو ارتکاب جرم سے باز رکھنے اور معاشرے سے فساد کے ذرائع وسائل ختم کرنے کے لیے مفید ہو کیونکہ جب تک جرم کے اسباب کا سدباب نہ ہوگا، تب تک جرم کا خاتمہ اور امن کا حصول ممکن نہیں۔

شریعت اسلامیہ میں حدود کا نفاذ بہت سے ایسے افراد کے حوصلہ پست کرنے کا موجب ہوتا جو کسی جرم کے ارتکاب کا ارادہ کر رہے ہوتے ہیں۔

اسلام میں حفظ جان کو اولین ترجیح حاصل ہے۔ حرمت انسانیت کے حوالہ سے اسلامی نقطہ نظر واضح کرتا ہے کہ اسلام امن اور آشتی کا علمبردار اور داعی دین ہے۔ اس میں کسی بھی انسان کی ناحق جان لینا حرام ہے، اس لئے کسی مسلم معاشرے اور ملک میں ایک مسلمان دوسرے

مسلمان کی جان کا دشمن بن جائے اس تصور کی مسلمانیت تو درکنار انسانیت بھی متحمل نہیں ہوسکتی کہ کسی بھی بے گناہ کا ناحق خون کیا جائے۔اس لئے اسلام میں نہ دہشت گردی کا کوئی تصور ہے اور نہ ہی کسی خودکش حملے کی گنجائش بلکہ ایسے گمراہ لوگوں کا دین اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے،اور ایسے لوگ درحقیقت پوری انسانیت کے قاتل ہیں، جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"أنه من قتل نفسًا بغير نفس أو فساد في الأرض فكأنما قتل الناس جميعا ومن أحياها فكأنما أحيا الناس جميعا"۔[48]

"جس نے کسی شخص کو بغیر قصاص کے یا زمین میں فساد (پھیلانے یعنی خونریزی اور ڈاکہ زنی وغیرہ کی سزا) کے (بغیر ناحق) قتل کر دیا تو گویا اس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا اور جس نے اسے (ناحق مرنے سے بچا کر) زندہ رکھا تو گویا اس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو زندہ رکھا (یعنی اس نے حیات انسانی کا اجتماعی نظام بچا لیا)"۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"ومن يقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤه جهنم خالدا فيها وغضب الله عليه ولعنه وأعد له عذابا عظيما"۔ [49]

"وہ شخص جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔اس پر اللہ کا غضب اور لعنت ہے اور اللہ نے اسکے لیے سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے"۔

اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ما من مسلمين التقيا بأسيافهما، إلا كان القاتل والمقتول في النار"۔[50]

جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر ایک دوسرے سے لڑ پڑیں تو وہ دونوں جہنم میں جائیں گے۔

حتی کہ کسی مسلمان کی طرف مذاقاً ہتھیار اٹھانا بھی ممنوع ہے۔ جیسے کہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"لا يشير أحدكم على أخيه بالسلاح ، فإنه لا يدري لعل الشيطان ينزع في يده فيقع في حفرة من النار"[51]

"تم میں سے کوئی آدمی اپنے بھائی کی طرف اسلحہ کے ساتھ اشارہ نہ کرے کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ شاید کہ شیطان اس کے ہاتھ سے اسلحہ چلوادے اور پھر وہ دوزخ کے گڑھے میں جا گرے"۔

مذکورہ حدیث میں یہ ممانعت سد الذرائع کے طور پر ہے اور اس۔اسی طرح ایک اور جگہ پر اس عمل کی مذمت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"من حمل علينا السلاح فليس منا"۔[52]

"جس نے ہم پر اسلحہ اٹھایا تو وہ ہم میں سے نہیں"۔

امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس حوالے سے لکھتے ہیں:

"المراد من حمل عليهم السلاح لقتالهم لما فيه من إدخال الرعب عليهم لا من حمله لحراستهم مثلا فإنه يحمله لهم لا عليهم"[53]

’’**من حمل علیہم السلاح**‘‘ سے مراد آدمی پر اس کو قتل کرنے یا اس پر رعب ڈالنے کی غرض سے اسلحہ اٹھانا ہے جبکہ اپنے یا دوسروں کے دفاع

میں اسلحہ اٹھانے والا اس وعید میں شامل نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ ان کیلئے اسلحہ اٹھا رہا ہے نہ کہ ان پر اسلحہ اٹھا رہا ہے"۔

ایک اور جگہ پر نبی ﷺ نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے ہیں:

"من سل علينا السيف فليس منا"[54]

جس نے کسی مسلم پر تلوار اٹھائی تو وہ ہم میں سے نہیں۔

اور ایک جگہ پر ارشاد فرمایا:

"من أشار إلى أخيه بحديدةٍ، فإن الملائكة تلعنه حتى يدعه، وإن كان أخاه لأبيه وأمه"[55]

جو شخص اپنا ہتھیار اپنے بھائی کی طرف لہراتا ہے تو فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں جب تک وہ اس عمل کو ترک نہیں کرتا خواہ وہ اس کا اپنا نسبی بھائی ہو۔ اس حدیث سے مقصود یہ ہے کہ کسی بھی شخص کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرنا منع ہے، خواہ اس شخص کے اس کے گھریلو تعلقات ہوں اور اچھا خاصا مذاق ہو۔

علاوہ ازیں ایسے اشارہ کرنے والے پر فرشتوں کی لعنت کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ایسا اشارہ کرنا حرام ہے۔[56]

امام نووی نے اپنی کتاب میں مذکورہ بالا دونوں حدیثوں پر درج ذیل عنوان قائم کیا ہے:

"مسلمان کی طرف ہتھیار وغیرہ سے اشارہ کرنے کی ممانعت، اشارہ خواہ مذاق سے ہو یا سنجیدگی سے، نیز بے نیام تلوار کو ہاتھ میں لینے کی ممانعت"۔[57]

مذکورہ بالا احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ ہتھیار کا لہرانا اور اس سے کسی کی طرف اشارہ کرنا خواں مزاق کے طور پر ہو، سدالذرائع کے طور پر سخت منع ہے تاکہ جرائم کے ایسے ذرائع پر پابندی لگا دی جائے، جو فساد فی الارض کا باعث ہو۔

اسلامی ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ ایسے ذرائع جو امن وامان کی صورتحال کو خراب کرنے، شہریوں کے جان و مال کو نقصان پہنچانے، اور خوف وہراس پیدا کرنے کا باعث ہوں، ان کے سدباب سے متعلق بطور سدالذرائع ایسے اُصول وضوابط تشکیل دیئے جائیں، جو اس کے تدارک میں کارگر ثابت ہوں۔ پاکستان میں انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالتوں کے قیام کے باوجود بھی دہشت گردی کا خاتمہ نہ ہوسکا جس کی بنیادی وجہ وہ ذرائع اور وسائل ہیں جو ارتکاب جرم کا باعث بنتے ہیں اور جس سے معاشرتی نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس ناسور پر قابو پانے اور معاشرے کو جرم سے پاک کرنے کیلئے سب سے پہلے جرم کے اسباب کا خاتمہ ضروری ہے جو ایک مضبوط، موثر، کارآمد اور شفاف نظام عدل کے بغیر ناممکن ہے۔ اگر نظام عدل ہی مجرم کی سزایابی کی ضمانت دینے میں ناکام رہتا ہے تو ارتکاب جرم کے رجحان کو کوئی نہیں روک سکتا، اگر اس رجحان میں کمی واقع نہیں ہوتی تو لامحالہ شہر کا امن خراب ہوگا۔ اور ایک صحت منداسلامی معاشرہ قائم نہیں ہوگا جو شریعت کا مقصود ہے۔

پاکستان کو آج امن کی راہ میں جن مسائل کا سامنا ہے، ان میں، اُصول سدالذرائع کا اپنا مؤثر کردار ادا کر سکتا ہے، جیسے کہ نظام عدل ریگولشن

۲۰۰۹ایکٹ[58] میں اس کے شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ جرائم کی روک تھام میں اُصول سدذرائع انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔اس نظام عدل ریگولشن ۲۰۰۹ایکٹ کے نفاذ سے سوات کے شورش زدہ علاقے کے عوام کو نہ صرف پائیدار امن اور انصاف حاصل ہوا بلکہ حکومت کو بھی اپنی رٹ قائم کرنے میں مدد ملی جو اس وقت ملکی مفاد میں ایک اہم پیش رفت تھی۔ جیسے کہ اس نظام عدل ایکٹ کے ذیلی دفعہ 4،3،2، میں لکھا ہے:

(2) "The District Magistrate and all other Executive Magistrates shall discharge their responsibilities and exercise their powers according to the established principles of Shariah and other laws for the time being in force in the said area.
(3) Keeping peace, maintaining order, enforcing the executive authority of the Government and "Sadd-e-Zara-e-Jinayat" shall be the duty, responsibility and power of the District Magistrate. For this purpose, he can take action against an individual under the established principles of Shariah.
(4) The cases included in Schedule-III to the Regulation shall be exclusively triable by Executive Magistrates.
EXPLANATION :The expression "Sadd-e-Zara-e-Jinayat" means and includes all actions and steps taken under the Shariah laws and any other law in force for the time being for the control of crimes." .[59]

1)"ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور تمام دیگر ایگزیکٹو مجسٹریٹس اپنے فرائض، ذمہ داریوں اور اختیارات کا استعمال شریعت کے تسلیم شدہ قوانین کے علاوہ ان قوانین کے مطابق کریں گے جو وقتی طور پر اس علاقے میں نافذ العمل ہیں۔

2)قیام امن، نظم ونسق، امن عامہ، حکومت کی ایگزیکٹو اتھارٹی کا نفاذ اور سدذرائع جنایات ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے فرائض منصبی، ذمہ داریوں اور اختیارات میں شامل ہوگا۔اس مقصد کے حصول کی غرض سے وہ شریعت کے تسلیم شدہ قوانین کی رو سے کسی بھی فرد کے خلاف ایکشن لینے کا مجاز ہوگا۔

3)وہ تمام کیسز جو اس ریگولیشنز کے شیڈول نمبرIII میں شامل ہیں، انہیں خصوصی طور پر ایگزیکٹو مجسٹریٹس کی عدالتوں میں چلایا جاسکے گا۔

وضاحت:

"سدذرائع جنایات" کا مطلب ہے: وہ تمام اقدامات اور فیصلے جو شرعی قوانین کے تحت یا کسی دیگر ایسے قانون کی روشنی میں کئے گئے ہیں جو جرائم پر قابو پانے کے لئے علاقے میں نافذ العمل ہیں"۔

مذکورہ قانونی نظائر اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ جنایات میں سدذرائع کا اُصول وہ واحد اُصول ہے، جو مجرم کو ارتکاب جرم سے باز رکھنے اور معاشرے سے فساد کے ذرائع ختم کرنے میں مدد ومعاون ہے کیونکہ آج کے دور میں یہ ایسا اسلامی مصدر قانون ہے جو نہ صرف جرائم اور فساد کو اسکی جڑ سے اکھاڑتا ہے بلکہ اسکے وقوع پذیر ہونے کے اسباب وعوامل کو بھی ختم کرتا ہے، اس ضمن میں ایسے ذرائع اور رجحانات کا نہ صرف خاتمہ کیا جائے، جو غنڈہ گردی کو عام کرنے یا ہتھیاروں کی پیداوار اور بڑھتی ہوئی خرید وفروخت میں معاونت فراہم کرے بلکہ

ہلاکت خیز ہتھیاروں کی تیاری اورانکی خرید وفروخت ،پر مکمل پابندی عائد ہونی چاہیے۔اس کے ساتھ ساتھ عوام کو سستا انصاف فراہم کیا جائے اور معاشرے میں ظلم وناانصافی کے خاتمے کے لیے شرعی قوانین کے فروغ میں عملی اقدامات کیے جائے جن میں (سدالذرائع) کے اصول سے استفادہ ممکن ہے۔بد قسمتی سے اسلامی تعلیمات کے برعکس ہمارے معاشرے میں آج کل ہتھیاروں کی نمائش اوراس کا بے جا استعمال بہت عام ہو گیاہے، خاص کر خوشی کے موقعے پر ہوائی فائرنگ کارواج جو نہ صرف بڑھتا جارہاہے بلکہ ناسور کی طرح مسلسل پھیلتا جا رہاہے۔اس کے علاوہ اسلحہ کی نمائش اوراس کی خرید وفروخت کارجحان سوشل میڈیا پر بھی دیکھنے میں آرہاہے، معاشرے کے مخدوش حالات میں کچھ بااثرافراد کے تحت ایسے تخریبی عناصر کی حوصلہ افزائی نہ صرف جرم کی شرح میں اضافہ کا باعث ہوتاہے بلکہ ارتکاب جرائم کے رجحان کو بھی بڑھاتاہے۔یہی تووہ ذرائع ہیں جو معاشرے کے امن کو تہ و بالا کرتے ہیں بلکہ دہشتگردی کے فروغ میں بھی مدد دیتے ہیں۔لہذا دہشت گردی کے عفریت پر جلد از جلد قابو پانے کے لئے۔بطور سدالذرائع ایسے تمام رجحانات اسباب اور عناصر کا قلع قمع کیاجائے جو اسلامی معاشرے کے قیام امن میں حوصلہ شکنی کا باعث بنتے ہیں۔

خلاصہ بحث: اصول سدالذرائع جس میں کسی بھی زمانے کے عصری مسائل سے نمٹنے کا حل موجود ہے کی اہمیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے،اس ضمن میں، آتش بازی، ہوائی فائرنگ ہتھیاروں کی نمائش، اور پٹاخوں، پر پابندی لگائی جائیں حتی کہ ملک کے جن اداروں کے لیے اسلحہ ضروری ہے وہ بھی اس کے بے جا اور غلط استعمال سے گریز کریں۔ایسے افراد کے خلاف سخت ایکشن لیاجائے جواس ضمن میں لاگواحکامات کی خلاف ورزی کریں نیزان کی گرفتاری کے لئے خصوصی ٹیمیں تشکیل دی جائیں جواس کی مانیٹرنگ کریں، کیونکہ آتش بازی،ہوائی فائرنگ، ہتھیاروں کی نمائش، اسلحہ کی کھلے عام خرید وفروخت بھی جرائم کے ایسے ذرائع ہیں جس سے نہ صرف شہر کا امن خراب ہوتاہے بلکہ انسانی جان ومال کو بھی نقصان پہنچتاہے۔

سفارشات وتجاویز

دہشت گردی کے اس دور میں سدالذرائع کے طور پر چند تجاویز حسب ذیل ہیں جواس ضمن میں کارگر ثابت ہو سکتے ہیں:

1. جرائم کے ایسے ذرائع پر مکمل پابندی لگادی جائیں، جو ملک میں امن وامان کی صورتحال کو خراب کرنے ،شہریوں کے جان ومال کو نقصان پہنچانے اور خوف وہراس پیدا کرنے کا باعث ہوں۔
2. ملک کے وہ تمام دفاعی ادارے جن کا کام حفاظتی اقدامات کی خاطر اسلحہ کااستعمال ہے وہ بھی اس کے غلط اور بے جا استعمال کے روک تھام کو یقینی بنائیں۔
3. اس ضمن میں لاگواحکامات کی خلاف ورزی کرنے والے ایسے افراد کے خلاف سخت ایکشن لیاجائے، جو ہوائی فائرنگ، اسلحہ کی کھلے عام خرید وفروخت میں ملوث ہیں، نیزان کی گرفتاری کے لئے خصوصی ٹیمیں تشکیل دی جائیں جواس کی مانیٹرنگ کریں۔
4. آتش بازی، پٹاخوں، اور ہوائی فائرنگ، پر پابندی لگائی جائیں کیونکہ یہ بھی جرائم کے ایسے ذرائع ہیں، جس سے نہ صرف شہر کا امن

خراب ہوتا ہے، بلکہ انسانی جان ومال کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔

5. غیر سرکاری طور پر ہر وہ فرد یا ادارہ جو بارود یا کوئی بھی آتش گیر مواد قسم کے کاروباری لائسنس یافتہ ہو، کی مکمل نگرانی کرنی چاہیئے، تاکہ یہ عناصر بے جا قتل اور دہشت گردی جیسے بڑے واقعات کا باعث نہ ہوں اور ان کا بروقت سد باب کیا جا سکیں۔

6. پاکستان ٹیلی کمیونیکشن کا ادارہ بطور سد الذرائع ایسے تمام کال سینٹرز فرنچائز اور کمیونیکشن مراکز کو غیر تصدیق شدہ سم کارڈز کو رجسٹرڈ کرنے کا پابند بنائے اور انہیں واضح ہدایت دے کہ ایسے اقدامات اٹھائے جس میں موبائل صارفین کے فنگر پرنٹس اور دیگر ڈیٹا کی حفاظت کو یقینی بنایا جائے۔ موبائل صارفین کے غیر تصدیق شدہ سم کارڈوں کو بلاک کر دیا جائے تاوقتیکہ نادرا کے ڈیٹابیس سے اس کی تصدیق حتمی نہ ہو جائے۔ پاکستان ٹیلی کمیونیکشن کا ادارہ ٹیلی کام سیکٹر کی تمام کمپنیوں کو اس بات کا پابند بنائے کہ صارفین کو سمیں فروخت کرتے وقت قومی شناختی کارڈ اور بائیو میٹرک تصدیق کی شرط کو لازمی قرار دیا جائے۔

References

1. Column “Police ko Siyasi aasar rusookh see aazad karna hoga”, Zahiruddin Babar, roznama al akhbar, septmber 8, 2017.
2. BBC News Urdu, 16 November 2016.
3. Ibn Manzoor, Muhammad bin Mukaram, Lisan al Arab, juld: 1, paij: 436.
4. Hardman, J. B. Terrorism, Encyclopedia of the Social Sciences, Boston: the Macmillan Company 1950, Vol.13, p575.
5. E, Terror and resistance by Walter Victor, New York oxford university 1969,p6-7.
6. Ibn Manzoor, Lisan al Arab, juld: 3, paij: 20.
7. Ibrahim bin Muhammad al Siree, kunyat abu Ishaq or Zijaj laqab thha, Baghdad main sukunat pazeer thhe or shisha garee kee paishee see wabasta thhe, mubrid see sharf talmiz ta’a kiya, phir wazeer qasim bin Abdullah kee dawat par un kee pass aayee, or yee hum nasheeni un kee muashi istahqam kaa ba’as bani, 311 hijri koo wafat pai, un kee shahrah aafaq kutub main “muani al quran” or “al urooz” ko khass ahmiyat hasil hee. (Seer al ulaam al niblai, taba: Dar ul Kutub al Ilmiya, Bairut Lubnan, 360/14).
8. Lisan al Arab, Ibn Manzoor Muhammad bin Mukaram, 207/3.
9. Al Kahaf: 93.
10. Muajum Maqayees al Lugha, Ahmed bin Faris, madah 66/3, taba: Dar al fikar, 1979.
11. Lisan al Arab, 207/3.
12. Al Misbah al muneer fi ghareeb al Sarh al kabeer, Ahmed bin Muhammad bin Ali al Fiyumi, madah (sidd), paij: 270, taba: Dar ul Kutub al Ilmiya, Bairut, 1994.
13. Lisan al Arab, 207/3.
14. Ibid.
15. Lisan al Arab, 207/3.
16. Al Kahaf: 94.
17. Surat Yaseen: 9.
18. Lisan al Arab, 207/3.
19. Muajum Maqayees al lugh, madah (Zrai) 350/2.
20. Lisan al Arab, madatah (Zrai), bab ul eain, fasal al zaal, 93/8.
21. Ibid.
22. Al Zubaidi, Muhammad bin Muhammad Murtaza, Taaj al Uroos ma’n jawahir al qamoos, madatah (Zrai), bab ul eain, tabah: Al Majlis al Watni lil Saqafah wa al fanon, al Kuwait, 21/5.

23. Taaj al Uroos, 21/7.
24. Lisan al Arab, madatah (Zrai), 21, 93/8.
25. Ibid.
26. Dr. Wahba Zaheeli, “Saad al Zraiee” Mujallah Majmua al Fiqah al islami, 9th edition, april 1995, paij: 108/3.
27. Muajum Maqayees al lugh, ahmed bin faris, 350/2.
28. Muhammad bin Abdullah bin Muhammad al Muafiree, joo abu baker ibn arabi kee naam see mashoor thee, ashbilieya main 468 hijri kee paida hoiwe or 543 hijri ko wafat payee, fiqah maliki see taluq thaa, or ulamaie endlis main aeek numaya maqam rakhte thee. Fiqah, tafseer, adab or ilim kalam main maharat taamah rakhte thee, aap kee taleefat main “Ahkam al Quran, al mahsool fi usool al fiqah, al insaf fi masail al khilaf”, koo khasi shuhrat hasil hee. (Al deebaj al mazhab fi muarifath aiyaan ulamai al mazhab, ibn farhoon al malki, tahqeeq: Dr. Muhammad Ahmadi abu al noor, taba: dar ul tasrat, 265/2).
29. Lisan al Arab, 93/8.
30. Taaj al Uroos, madatah (Zrai), 21/5.
31. Syed Abdul Kareem Zeedan, al wajeez fi usool al fiqah, taba: mosistah qurtabah, paij: 245.
32. Dr. Wahba Zaheeli, Usool al fiqah al islami, taba: Dar ul fikar, paij: 873.
33. Mustafa Ahmed Zarqaye, al mudkhil al fiqahee al aam, tabah: Dar ul qalam, Dumishq, 106/1.
34. Muhammad bin ahmed bin Abu Bakar, al jama al kalam al quran, tabah: moussistah al risalah, 294/2.
35. Shaikh Ali Hisbullah, miser kee ismailiya sheher main 1895 koo paida howe, Quran kareem hifz karn kee baad, jamiya al Zahra see taleem hasil kee, fiqah, usool fiqah or qanoon per dastras hasil karne kee baad, mukhtalif sarkari idaroon or dar ul uloom main batoor mudaris khidmat saranjam deetee rahee, qahira Kuwait or al khartoom university main islami qanoon kee professor rahee, Dr. ali ahmed al saaloos or Dr. Muhammad Ujaaj al Khateeb ka shumar un kee mashoor talameez main hota haee, aap nee qanoon or fiqah kee usoolon per nihayat umdah or naiee asloob main kitabeen likheen, chaand mashoor kitaboon kee naam yee haeen: “ussol al tashree al islami”, “al zuwaj fi al shariyat al islamiya”, “al firqatah bain al zoujeen”, aap nee 1978 koo wafat pai. (usool al fiqah, tareekh wa rjalh, Dr. Shouban Muhammad ismail, paij: 714, taba: Dar ul Islami 2010).
36. Ali Hisbullah, usool al tashree al islami, taba: Dar ul muarif, Egypt, paij: 357.
37. Muhammad bin Muhammad bin urfah al warghami, kunyat abu Abdullah or ibn urfah kee naam see mashoor thee, tiyunis main 716 hijri kee paida howe or 803 hijri koo wafat pai, fiqah maliki see taluq thaa, or apne waqat kee ulama main aik munfarid maqam rakhte thee. Ibn Khaldoon kee muasir thee. Jama Zetooniyah main Imamat wa khitabat kee mansab per faeez rahee or wahee dars wo tadress kee faraiz bhee saranjam deyee. Fiqah, usool fiqah or tafseer kee uloom per dastras rakhtee thee, aap kee talifaat main “Al mukhtasir al kabeer fi al fiqah al malikiyah, al mubsoot fi al fiqah, al hudood fi al tareef al fiqahiyeh khasi mashoor haeen. (Al Debaaj al mazhab, 331/2).
38. Tafseer ibn Urafah, Muhammad bin Muhammad bin Urafah, paij: 103, taba: Dar ul Kutub al Ilmiya, bairut, Lubnan.
39. Abu Bakar bin al Arabi al maliki, Ahkam al Quran, taba: Dar ul Kutub al ilmiya, bairut, lubnan, 2003, 265/2.
40. Muarif al Quran, Mufti Muhammad Shafi, 195/1, Taba: Idara muarif Karachi.
41.

1. معارف القرآن، مفتی محمد شفیع، ۱۹۵/۱، طبع: ادارہ معارف کراچی۔
2. ڈاکٹر محمد فتحی الدرینی کا شمار معاصر علماء کبار میں ہوتا ہے، آپ کی پیدائش ۱۹۲۳ کو ناصرہ مقبوضہ فلسطین نامی جگہ میں ہوئی۔ قاہرہ یونیورسٹی سے عربی زبان

میں گریجویشن کیا۔آپ نے جامعۃ الأزھر سے ۱۹۵۱ میں عالمیہ اور ۱۹۶۵ میں "فقہ الاسلامی واصولہ" میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔آپ اصول الفقہ ، قانون، سیاست، اور ثقافت کے علمی میدان میں ید طولی رکھتے تھے۔جون ۲۰۱۳، شام کے ملک میں وفات پائی۔آپ کی تالیفات میں "المناھج الأصولیۃ في الاجتھاد بالرأي في التشریع الِاسلامي" ، و" نظریّۃ التعسّف في استعمال الحق" ، و"بحوث مقارنۃ في الفقہ الِاسلامي وأصولہ" کو خاصی شہرت حاصل ہے۔(خصائص التشریع الِاسلامی فی السیاسیہ والحکم ،ڈاکٹر محمد فتحی الدرینی طبع: مؤسسۃ الرسالۃ، ص۷)

3. المناھج الأصولیہ فی الاجتھاد بالرأی فی التشریع الِاسلامی، ڈاکٹر فتحی الدرینی، ص۴۸۷، طبع: مؤسسۃ الرسالہ بیروت۔
4. الترمذی، محمد بن عیسی أبو عیسی، الجامع الصغیر، باب سورۃ التوبۃ ,دار احیاء التراث العربي، بیروت، 373/5۔
5. المائدہ، 2۔
6. احکام القران: تفصیل الخطاب في تفسیر ایات الحجاب، 479/3، 478۔
7. اعلام الموقعین: ۱۲۳/۳۔
8. "فقہ الجنایات ایسے اسلامی بحوث (قوانین) کا مجموعہ ہے تو جسے شریعت اسلامیہ نے معاشرتی جرائم کی درجہ بندی کے لیے ترتیب دیا ہے، جرائم کی روک تھام کی غرض سے، شارع نے ان کا تعین بھی کیا ہے۔اور شریعت اسلامیہ معاشرتی وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے جرم کے مطابق سزا بھی متعین کرتی ہے تاکہ ان جرائم پر قابو پایا جاسکے جو انتہائی خطرناک اور معاشرے کے لیے نقصان کا باعث ہوں"۔(الفقہ الجنائيُ الِاسلامي، محمود نجیب حسنی، طبع: دار النھضۃ العربیہ، 2007م، ص3۔)
9. المائدۃ: ۳۲۔
10. سورۃ النساء: ۹۳۔
11. أبو عبداللہ محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، تحقیق: محمد فؤاد عبدالباقی، طبع: دار احیاء الکتب العربیہ، 1311/2۔
12. صحیح المسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب النھی عن الاشارۃ بالسلاح، رقم الحدیث: 126(2617)، (20/4)
13. سنن ابن ماجہ، باب من شھر السلاح، حدیث: 2575۔
14. ابن حجر، فتح الباری، طبع: دار طیبہ ریاض، 16/23-
15. صحیح المسلم، باب تحریم قتل الکافر بعد أن قال لاالہ الا اللہ، حدیث: 162-
16. شرح مسلم للنووی: 170/16۔
17. المسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب النھی عن الاشارۃ بالسلاح الی مسلم، رقم الحدیث: 125(2616)، 2020/3۔
18. ریاض الصالحین ص520۔
19. اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کی دفعہ 4 آرٹیکل 247 کی رو سے صوبے کا گورنر صدر مملکت کی پیشگی منظوری کے بعد کسی بھی ایسے معاملے کی بابت جو صوبائی اسمبلی کی قانونی عملداری میں آتا ہو ایسے ریگولیشنز (قواعد وضوابط) وضع کر سکتا ہے جو صوبے کے زیر انتظام قبائلی علاقوں میں امن اور گڈ گورننس کے قیام کو یقینی بنا سکے چنانچہ سوات میں امن عامہ کے پیش نظر 2009ء میں ان اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے شمال مغربی سرحدی صوبے کے گورنر نے صدر مملکت کی منظوری کے بعد اس ریگولیشن کا اعلان کیا جس کو نظام عدل ریگولشن 2009ء کا نام دیا جس میں قاضی عدالتیں قرآن و سنت، اجماع اور قیاس کے طے شدہ اسلامی اصولوں کے مطابق فیصلے کریں گی اس کے تحت سیشن جج کا نام ضلع قاضی، ایڈیشنل سیشن کا نام تبدیل کرکے اضافی ضلع قاضی اور

سول جج کا نام تبدیل کر کے علاقہ قاضی رکھ دیا تھا۔

20. http://kpcode.kp.gov.pk/homepage/lawDetails/1251